تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5–7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

اسلام میں عورت کا مقام

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ۔ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ
(النحل:59۔60)

وہ رحمتِ عالمؑ آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تُو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ **"اسلام میں عورت کا مقام"**

عورت اُس ہستی کا نام ہے جس کے بغیر یہ کائنات ادھوری ہے۔ محبت کی اِس پیکر کے حقوق کو دنیا میں ہر دَور اور ہر خطہ میں سلب کیا گیا۔ کسی دانشور نے کیا خوب کہا ہے کہ یہ بدنما داغ انسان کی پیشانی سے کبھی دھویا نہیں جاسکے گا کہ زمانہ جاہلیت میں مرد نے اُسی گود کو بے عظمت و بے قیمت کیا جس گود میں پرورش پاکر آدمی بنا۔
زمانہ جاہلیت میں عورت بحیثیت خود ایک بدنامی کا داغ تھی جسے زندہ درگور کرنا فخر سمجھا جاتا تھا اور بڑے فخر کے ساتھ شعروں اور قصیدوں کی صورت میں اس امر کو بیان کیا جاتا تھا کہ ہم ایسے باغیرت اور خوددار ہیں کہ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے ہیں۔
ایک عرب شاعر کہتا ہے:

تَهْوِىْ حَيَاتِىْ وَ اَهْوٰى مَوْتَهَا شَفَقاً
وَالْمَوْتُ اَكْرَمُ نَزَّالٍ عَلَى الْحَرَمِ

کہ میری بیٹی تو میری زندگی کی خواہاں ہے اور مجھے زندگی کی دعائیں دیتی ہے۔ مگر مَیں اس کی موت کا متمنّی ہوں کیونکہ حقیقت میں عورت کے لئے موت ہی سب سے زیادہ عزت کا مقام ہے۔
بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہونا جاہلیت کی صفت اور مشرکوں کی عادات میں سے ایک عادت تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم سورۃ النحل آیت 59۔60 میں فرماتا ہے کہ جب ان (دورِ جاہلیت کے اہلِ عرب) میں سے کسی کو لڑکی کی بشارت دی جائے تو اس کا چہرہ غم سے سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ (اسے) ضبط کرنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس (خبر) کی تکلیف کی وجہ سے جس کی بشارت اُسے دی گئی۔ کیا وہ رسوائی کے باوجود (اللہ کے) اُس (احسان) کو روک رکھے یا اسے مٹی میں گاڑ دے۔ خبردار! بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔
سامعین! زمانہ قبلِ اسلام معاشرہ نے عورت کو اُس کے مقام سے کہیں دور دھکیل دیا تھا۔ بیٹی کی پیدائش کی خبر سنتے ہی باپ کا چہرہ سیاہ ہو جاتا۔ گھر میں اداسی ڈیرے ڈال دیتی۔ وہ وقت یاد کریں جب جہالت زدہ باپ بیٹی کو زندہ زمین میں دفن کر دیتا۔ بیٹی اپنے باپ کو پکارتی لیکن اُسے ذرا رحم نہ آتا۔ بیٹی الامان الامان پکارتی رہ جاتی مگر باپ مٹی ڈالتا چلا جاتا۔ بیٹی کا قصور کیا تھا یہی نہ کہ وہ ایک لڑکی تھی اور کل اُسے ایک عورت بننا تھا اور یہ بات عربوں کی غیرت کے خلاف تھی سو بہت سی کم نصیب لڑکیاں اس جھوٹی غیرت کی بھینٹ چڑھتی رہیں۔ کبھی دریا خشک ہونے پر لڑکی کو دریا کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا تا کہ دریا چلنے لگے۔ عورت وراثت کے مال کی طرح کسی مرنے والے

کے بیٹوں میں تقسیم تو ہوتی مگر اُسے باپ کے ترکہ سے کچھ نہ ملتا، عورت انسان نہیں ایک چیز تھی اسی لئے اُس کی ملکیت تبدیل ہوتی رہتی تھی مگر اُس کا نصیب تبدیل نہیں ہوتا تھا۔ دنیا کی ہر تہذیب، معاشرے، قوم اور مذہب کے ماننے والوں نے عورت کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھا۔ عورت کی اِس حالت کا نقشہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا نے کچھ اِس طرح بیان فرمایا ہے:

رکھ پیشِ نظر وُہ وقت بہن! جب زِندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دِیواریں روتی تھیں جب دُنیا میں تُو آتی تھی
جب باپ کی جُھوٹی غیرت کا خُوں جوش میں آنے لگتا تھا
جِس طرح جنا ہے سانپ کوئی یُوں ماں تیری گھبراتی تھی
یہ خونِ جگر سے پالنے والے تیرا خُون بہاتے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی
کیا تیری قدر و قیمت تھی؟ کچھ سوچ! تری کیا عزت تھی؟
تھا موت سے بدتر وُہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
عورت ہونا تھی سخت خطا، تھے تُجھ پر سارے جبر روا
یہ جُرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تُو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وُہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹی جاتی تھی

یہ مشقِ ستم جاری تھی کہ جہالت و ضلالت میں ڈوبے ہوئے صحرائے عرب نے پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات سنی جس سے عرب کی مظلوم عورت آشنا نہ تھی عورت کا نجات دہندہ کہہ رہا تھا۔

"جس شخص کے گھر بیٹی پیدا ہوا اور وہ اُسے زندہ درگور کرے نہ اسے ذلیل کرے اور نہ بیٹے کو اِس پر ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔"

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 223)

اللہ تعالیٰ نے دَورِ جاہلیت میں عورت پر روا ظلم کی تاریکی کے پردے چاک کرنے کے لئے نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:108)

کہ ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

عورت کو پہلی دفعہ یوں لگا کہ وہ بھی ایک انسان ہے، اُس کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا جب محسنِ انسانیت نے اُس کی عزت افزائی فرمائی۔ وہ یکایک زمین کی پستیوں سے آسمان کی رفعتوں کو چھونے لگی۔ انسانِ کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل تعلیم کے ساتھ آئے تھے۔ آپؐ نے سامانِ تجارت کی طرح بکنے والی کمزور مخلوق کو بحیثیت ماں کے پاؤں تلے جنت کی نوید سنا کر عصمت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ فرمایا۔ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ عورت کے سارے دکھ درد ختم ہو گئے جب اُس محسن نے جنت کو ماؤں کے قدموں سے وابستہ کر کے دنیا اور آخرت کی فلاح کی کُنجی اُسے تھما دی۔

سامعین! اسلام نے عورتوں پر جو احسانات کئے اُس کی نظیر ہمیں دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔ اسلام نے عورت کو وہ مقام دیا جو اِس سے قبل کسی مذہب نے نہیں دیا تھا۔ اسلام عورت کے لئے زندگی کا پیغام لے کر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حقوق کے لئے نہ صرف آواز بلند کی بلکہ ان کے حقوق قائم کر کے دکھائے۔ بلاشبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حوصلہ تھا کہ اس صنفِ نازک کے حق میں آپؐ نے اُس وقت نعرہ بلند کیا جب سارا معاشرہ اِس کا مخالف تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد ہو کر عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہونے کی منفرد مثال صرف اور صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

اسلام نے عورت کو ذلت و پستی کی گہرائیوں سے اُٹھایا اور اُسے عظمت و رفعت کے بلند مقام پر فائز کر دیا۔ تعجب ہے اُن پر جو اسلام کو عورتوں کے حقوق کا غاصب قرار دیتے ہیں۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اسلام کے علاوہ کونسا دوسرا مذہب ہے جس نے اچھی بیوی کو نصف ایمان قرار دیا ہو؟ جس نے بیواؤں کو عزت کی مسند پہ بٹھایا ہو؟ جس نے عورت کے حُسن و جمال کو نہیں اُس کے عورت ہونے کو قابلِ احترام ٹھہرایا ہو؟

عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیت سے جو عظمت اور مقام اسلام نے دیا ہے وہ دنیا کے کسی مذہب یا تہذیب نے نہیں دیا۔

اسلام نے نکاح اور طلاق کے قوانین مقرر کئے اور جہاں جہاں عورت کے ساتھ زیادتی تھی اُس کی تلافی کی۔ بیوہ کو شادی کرنے کا حق دیا، باپ اور خاوند کی وراثت میں عورت کا حصہ مقرر فرمایا، عورت کو یہ حق بھی دیا کہ اُس کی مرضی کے بغیر اُس کا نکاح نہیں کیا جاسکتا۔ مغرب آج اکیسویں صدی میں بھی عورت کو وہ مقام نہیں دے سکا جو پندرہ سو سال پہلے اسلام نے اُسے دیا تھا۔

سامعین! غیروں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام نے عورت کو وہ مقام دیا جو اس سے پہلے کسی مذہب نے نہیں دیا۔ چنانچہ اطالوی مستشرقہ پروفیسر ڈاکٹر وگلیری نے اسلام میں عورت کے تحفّظ، حقوق اور مثالی مقام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”اسلامی شریعت کے آنے سے پہلے تعدّدِ ازدواج پر کوئی قید نہ تھی اور اسلامی قانون نے بہت سی پابندیاں لگا کر مسلمانوں کے لئے ایک سے زیادہ نکاح کو جائز رکھا۔ اسلام نے ان مشروط اور عارضی نکاحوں کو ناجائز قرار دیا جو دراصل حرامکاری کو جائز بنانے کے مختلف بہانے تھے مزید برآں اسلام نے عورتوں کو ایسے حقوق عطا کئے جو انہیں پہلے کبھی حاصل نہ تھے۔“

(An Interpretation of Islam کا اُردو ترجمہ اسلام پر نظر صفحہ 37، 41)

پھر پی ایئر کریبائٹس لکھتے ہیں:

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو سال قبل اسلام میں ماؤں، بیویوں اور بیٹیوں کے لئے وہ مقام اور وقار یقینی بنا دیا جو ابھی تک مغرب کے قوانین میں عورت کو نہیں مل سکا۔“ (پورٹ)

(Muhammad and Teaching of Quran by John Davenport p.126)

سامعین! دورِ جہالت میں عورت کے ساتھ نفرت اور حقارت کا سلوک کیا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفرت کے جذبات زائل کرنے کے لئے فرمایا کہ ”مجھے تمہاری دنیا کی جو چیزیں سب سے زیادہ عزیز ہیں ان میں اوّل نمبر پر عورتیں ہیں۔ پھر اچھی خوشبو مجھے محبوب ہے مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز اور محبتِ الٰہی میں ہی ہے۔“

(نسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء)

اسلام سے پہلے عورت کی ناقدری اور ذلت کا ایک اور پہلو یہ تھا کہ اپنے مخصوص ایام میں اُسے سب گھر والوں سے جدا رہنا پڑتا تھا۔ خاوند کے ساتھ بیٹھنا تو در کنار اہل خانہ بھی اُس سے میل جول نہ رکھتے تھے۔

(صیحح مسلم کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض رأس زوجھا وترجیلہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس معاشرتی بُرائی کو دور کیا اور آپؐ کی شریعت میں یہ حکم اُترا کہ حیض ایک تکلیف دہ عارضہ ہے اِن ایام میں صرف ازدواجی تعلقات کی ممانعت ہے۔ عام معاشرت ہرگز منع نہیں۔ (البقرہ:223)۔ چنانچہ آنحضورؐ بیویوں کے مخصوص ایّام میں اُن کا اور زیادہ لحاظ فرماتے۔ اُن کے ساتھ مل بیٹھتے۔ بستر میں ان کے ساتھ آرام فرماتے اور ملاطفت میں کوئی کمی نہ آنے دیتے۔

(ابوداؤد کتاب الطہارہ باب فی مواکلۃ الحائض)

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی عائلی زندگی میں اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک فرمایا وہاں اپنی اُمت کو بھی عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپؐ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپؐ کو کھڑا کرتی تھی تو آپؐ اُس وقت تک کھڑے رہتے تھے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 44)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے عربی قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

فَطَلَعْتَ يَا شَمْسَ الْهُدٰى نُصْحًا لَّهُمْ

لِتُضِيْئَهُمْ مِنْ وَّجْهِكَ النُّوْرَانِيْ

سوائے آفتابِ ہدایت! تُو نے ان کی خیر خواہی کے لیے طلوع کیا تا اپنے نورانی چہرہ سے تُو انہیں منوّر کردے۔

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:

”صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورتوں کی انسانیت کو نمایاں کر کے دکھایا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے عورتوں کے بلحاظ انسانیت برابر کے حقوق قائم کئے۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 512)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطاب فرمایا اُس میں آپؐ نے عورتوں کے حقوق کے متعلق خاص طور پر تاکید کی اور فرمایا کہ دیکھو! مَیں تمہیں عورتوں کے حقوق کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں کہ یہ بیچاریاں تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہی تو ہوتی ہیں۔ تمہیں ان پر سخت روی کا صرف اسی صورت میں اختیار ہے کہ اگر وہ کسی بے حیائی کی مرتکب ہوں تو تم اپنے بستروں میں اُن سے جدائی اختیار کر سکتے ہو یا اس سے اگلے قدم کے طور پر انہیں کچھ سرزنش کرتے ہوئے سزا بھی دے سکتے ہو، مگر سزا بھی ایسی جس کا جسم کے اوپر کوئی نشان یا اثر نہ پیدا ہو۔ اگر وہ اطاعت کر لیں تو پھر اُن کے لئے کوئی اور طریق اختیار کرنا مناسب نہیں۔ یاد رکھو! جس طرح تمہارے عورتوں کے اوپر کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حق ہیں جو تم پر عائد ہوتے ہیں۔ تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے لئے اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والی ہوں اور تمہاری مرضی کے سوا کسی کو تمہارے گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں اور اُن کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اُن کے ساتھ لباس میں، پوشاک میں اور کھانے پینے میں احسان کا سلوک کرنے والے ہو اور جس حد تک توفیق اور استطاعت ہے، اُن سے حسن سلوک کرو۔

(سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا)

اسلام نے عورت کو علمی عملی اور اخلاقی میدان میں مرد کے برابر کھڑا کیا۔ اس طرح عورت کو معاشرے میں اُس کا مقام ملا، اسلام نے سامانِ تجارت کی طرح بکنے والی کمزور مخلوق کو بحیثیت ماں پاؤں تلے جنت کی نوید سنا کر عصمت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اسلام نے عورت کو ایک عظیم معلمہ کے طور پر پیش کیا ہے... آپؐ نے فرمایا کہ آدھا دین عائشہ سے سیکھو اور جہاں تک حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایات کا تعلق ہے وہ تقریباً آدھے دین کے علم پر حاوی ہیں۔ بعض اوقات آپؐ نے علوم دین کے تعلق میں اجتماعات کو خطاب فرمایا اور صحابہؓ بکثرت آپؐ کے پاس دین سیکھنے کے لئے آپؐ کے دروازے پر حاضری دیا کرتے تھے۔ پردہ کی پابندی کے ساتھ آپؐ تمام سائلین کے تشفی بخش جواب دیا کرتی تھیں... وہ معاشرہ جس میں عورت کا کوئی حق نہیں سمجھا جاتا تھا اور ان سے گھر کی خادماؤں اور لونڈیوں سے بھی بدتر سلوک ہوتا تھا۔ نبی کریمؐ نے اِسے گھر کی ملکہ بنا دیا اور فرمایا عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس ذمہ داری کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ آپؐ نے عورت کے حقوق کھول کر بیان فرمائے۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ آج یورپ شور مچا رہا ہے کہ اسلام نے ایک مرد کے مقابل پر دو عورتوں کی گواہی مقرر کی ہے اور یہ بڑا بھاری ظلم ہے حالانکہ یہاں کل تک تو عورت کو گواہی دینے کا حق ہی حاصل نہیں تھا۔ اموال پر عورت کا کسی قسم کا حق تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ 1891ء تک، یعنی ابھی صدیوں کے لحاظ سے کل کی بات ہے، انگلستان، جرمنی، ناروے، امریکہ، سکینڈے نیویا وغیرہ میں عورتوں کو مرد کی جائیداد

پر قانوناً کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ عورت کو ووٹ دینے کا بھی حق نہیں تھا۔ انیسویں صدی تک فرانس میں خاوند اگر عورت کو طلاق دیتا تھا تو ماں کا بچوں پر کوئی حق نہیں رہتا تھا یہاں تک کہ بیوہ عورت بھی بچوں کو اپنی تحویل میں نہیں لے سکتی تھی بلکہ وہ خاوند کے رشتہ داروں کے سپرد کر دیئے جاتے تھے۔"

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان 26/جولائی 1986ء)

اِسی خطاب میں حضورؒ نے دیگر مذاہب اور سوسائٹیوں سے اسلامی تعلیم کا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"1857ء سے پہلے عورتوں کو قانونی طور پر طلاق لینے کا کوئی حق نہیں تھا۔ 1866ء میں پہلی دفعہ کیمبرج کے Examination Board نے لڑکیوں کو امتحان دینے کی اجازت دی۔

1882ء میں پہلی مرتبہ یورپ میں عورت کو اپنے نام پر جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہوا۔

1890ء تک عورت کا اپنے خاوند کی جائیداد پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں تھا۔ یہ تو انیسویں صدی کی باتیں ہیں اب بیسویں صدی میں آ جائیے۔ 1920ء سے پہلے آکسفورڈ یونیورسٹی میں کوئی عورت داخلہ ہی نہیں لے سکتی تھی۔ 1937ء سے پہلے تک عورت مرد سے طلاق لینے کا حق نہیں رکھتی تھی۔ 1944ء سے پہلے عورتوں کو شادی کے بعد تعلیمی پروفیشن سے قانوناً خارج کر دیا جاتا تھا' یعنی عورت کو شادی کے بعد تعلیمی پروفیشن سے تعلق رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ 1948ء سے پہلے کیمبرج یونیورسٹی میں کوئی عورت ڈگری حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ 1953ء سے پہلے وومن ٹیچرز کی تنخواہ مرد استاد سے بہت کم تھی اگرچہ مضمون ایک ہی پڑھاتی ہوں اور ایک جیسا ہی وقت دیتی ہوں۔ 1955ء سے پہلے سول سروس میں فائز ہونے کے باوجود عورت کی تنخواہ مرد کی تنخواہ سے کم تھی۔ اور 1967ء کے Matrimonial Homes Act سے پہلے عورت کو مرد کے گھر میں رہنے کا قانونی طور پر حق حاصل نہیں تھا۔ اسلام نے چودہ سو سال پہلے عورت کو جو آزادیاں اور حقوق دیئے تھے وہ 1967ء تک بھی عورت کو مغرب میں نہیں ملے تھے اور کئی ایسے حقوق ہیں جو آج تک بھی نہیں مل سکے۔ بڑی لمبی جدوجہد سے عورتیں گزری ہیں۔ بڑے مظالم اور دکھوں کے زمانے سے نکل کر آئی ہیں تب جا کر رفتہ رفتہ عورتوں کی کوششوں کے نتیجہ میں یہ حقوق ان کو ملنے شروع ہوئے ہیں۔ یہ حقوق انہوں نے چھین کر لئے ہیں۔ عورت کو مرد کے گھر رہنے کا حق حاصل نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو گھر میں رکھتا تھا تو اس کے رحم و کرم پر تھا۔ جس دن چاہے کان پکڑ کر نکال دے۔ اس کو ذاتی حق کوئی نہیں تھا کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں رہ سکے۔"

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان 26/جولائی 1986ء)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اگر علم و معرفت کی باتوں کا ذکر ہو تو یہ نہیں کہ عورت کو جاہل بنا دیا اور صرف مردوں کو ہی علم و معرفت کا سمجھنے والا سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی تاریخ نے عورت کی علم و معرفت کی باتوں کو بھی محفوظ کیا ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے دین کا علم سیکھنا ہے تو نصف دین عائشہؓ سے سیکھو..... قرآن کریم کو دیکھ لیں ہر جگہ مسائل کے بیان احکامات اور انعامات میں عورت اور مرد دونوں کا ذکر ہے۔ اگر مرد کی نیکی کا ذکر ہے تو عورت کو بھی نیک کہا گیا ہے۔ مرد کی عبادت کا ذکر ہے تو عورت کو بھی عبادت کرنے والی کہا گیا ہے۔ جنت میں مرد جائیں گے تو عورتیں بھی جائیں گی۔ جنت میں مرد اعلیٰ مقام حاصل کریں گے تو عورتیں بھی کریں گی۔"

(جلسہ سالانہ جرمنی 2018ء کے موقع پر مستورات سے خطاب)

برلن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 22 اکتوبر 2019ء کو مقامی ہوٹل ADLON KEMPINSKI، جرمنی میں ایک خطاب میں فرمایا:

"مغربی دنیا میں اسلام پر ایک اور اعتراض یہ ہے کہ مسلمان عورتوں اور ان کے حقوق کو وقعت نہیں دیتے۔ پہلے تو یہ واضح ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے اسلام نے ہی عورت کو وراثت میں حق دیا، خلع کا حق دیا اور اس کے دیگر حقوق قائم کیے۔ اس کے ساتھ اسلام تعلیمِ نسواں اور خواتین کو ذاتی ترقی و بہبود کے مواقع مہیا کرنے پر بھی زبردست زور دیتا ہے۔ کسی ایک بھی لڑکی یا عورت کو تعلیم کی سہولت سے محروم کرنا یا اس کے ساتھ کسی بھی طرح کا ناروا سلوک کرنا جائز نہیں۔ ایک ایسے زمانہ میں جب خواتین کے حقوق کو پامال کرنا معمول کی بات تھی، اور جب انہیں مردوں سے کم تر خیال کیا جاتا تھا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ذریعہ حقوق نسواں کے حوالہ سے ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ وہ اپنی بیٹیوں سے محبت کریں اور انہیں کسی بھی طرح لڑکوں سے کم تر نہ سمجھیں۔"

(اردو ترجمہ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 3 مارچ 2020ء)

ابرِ رحمت کی طرح آپ وہاں پر آئے
ایک قطرہ بھی نہ برسا تھا جہاں صدیوں سے

(بتعاون: مکرم حافظ عبدالحمید صاحب و مسز عائشہ چوہدری صاحبہ)